بسم اللہ الرحمن الرحیم

احادیث میں حلالہ کرنے والے کو لعنتی قرار دیا گیا ہے، اس کی وضاحت

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

میں نے احادیث سنی ہیں کہ حلالہ کرنے والے کو لعنتی قرار دیا گیا ہے، اہلسنت کا اس بارے میں کیا موقف ہے؟ اگر کوئی اسلامی ملک میں حلالہ کرتا ہے، تو کیا اسے زنا کی سزا دی جائے گی؟

جواب

اولا یہ بات یاد رہے کہ اگر کسی عورت کو شرعاً تین طلاقیں ہوجائیں، تو میاں بیوی ایک دوسرے پر حرام، اور ایک دوسرے کے لئے اجنبی کی طرح ہوجاتے ہیں، اب ان کا اکٹھے رہنا شرعاً جائز نہیں ہوتا، اور عورت کو اختیار ہوتا ہے، کہ وہ بعدِ عدت نکاح کے احکام اور شرائط کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کسی اور سے نکاح کرلے، اس حوالے سے مرد عورت کو کسی بھی طرح سے مجبور نہیں کرسکتا۔ ہاں! اگر عورت بعدِ عدت کسی اور سے نکاح کرلیتی ہے، اور اس دوسرے شوہر سے ازدواجی تعلقات (نکاح صحیح کے بعد جماع جس میں وطی بھی ضروری ہے) قائم ہونے کے بعد اگر اس سے بھی طلاق ہوجائے، یا اس دوسرے شوہر کا انتقال ہوجائے، تو اس کی عدتِ طلاق یا وفات گزارنے کے بعد، وہ عورت اور اس کا پہلا شوہر اگر نیا نکاح کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں، جبکہ نئے سرے سے شروع ہونے والی ازدواجی زندگی میں حدود اللہ قائم کرنے، اور ایک دوسرے کے حقوق صحیح طور پر ادا کرنے کا غالب گمان ہو۔ (اسی کو حلالہ کہتے ہیں) اس کے علاوہ وہ عورت اپنے سابقہ شوہر کے لئے کسی طور پر حلال نہیں ہوسکتی، یہی بات قرآن پاک کی سورہ بقرہ، آیت نمبر 230 میں واضح الفاظ میں موجود ہے۔

اور جہاں تک احادیث مبارکہ میں حلالہ کرنے والے پر لعنت ہونے کا معاملہ ہے، تو اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر عقدِ نکاح میں حلالہ کی شرط ذکر کی گئی، مثلاً یوں کہا کہ: میں نے تجھ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ تجھے فلاں کے لیے حلال کردوں۔ یا عورت عقدِ نکاح میں اس طرح کہے، تو اس صورت میں لعنت والی وعید کا مستحق ہوگا، اور اگر نکاح کرتے ہوئے حلالہ کی شرط نہیں لگائی، صرف دل میں ہی ارادہ ہے، تو اس میں کسی قسم کا حرج اور کوئی گناہ نہیں ہے، اور اس صورت کا زنا سے بھی کوئی تعلق نہیں، لہذا اس صورت میں زنا کی سزا بھی نہیں ملے گی۔

نوٹ: یہ تاویل کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ حدیث پاک کے جو عمومی الفاظ ہیں کہ "حلال کرنے والا ملعون ہے"، اس کے مطابق تو پھر عورت کا کسی سے بھی، اور کسی صورت میں بھی نکاح نہیں ہوسکتا، بہر صورت نکاح کرنے والا، ملعون ٹھہرے گا، حالانکہ یہ عموم کسی کے نزدیک بھی مراد نہیں ہے، پس واضح ہوا کہ حدیث پاک میں کوئی قید لگانی ہوگی کہ جس کی وجہ سے یہ عموم ختم ہو، تو وہ قید یہی

ہے کہ عقدِ نکاح کرتے وقت حلال کرنے کی شرط لگائے، فقط دل میں نیت ہونا کافی نہیں، کیونکہ نکاح کے اس طرح کے معاملے میں دل کی نیت پر دارومدار نہیں ہے، مثلاً کسی کے دل میں یہ نیت ہے کہ عورت کے ساتھ فقط دو دن کے لیے نکاح کر رہا ہوں، تو فقط نیت سے نکاح موقت نہیں بنے گا، جب تک کہ عقدِ نکاح میں وقت کی قید نہ لگائے، پس یہی معاملہ یہاں بھی ہوگا۔

تین طلاقیں ہو جانے کے بعد دوبارہ پہلے شوہر کے نکاح میں آنے کے متعلق اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ﴾ ترجمہ کنز العرفان: "پھر اگر شوہر بیوی کو (تیسری) طلاق دے دے تو اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے، پھر وہ دوسرا شوہر اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر ایک دوسرے کی طرف لَوٹ آنے میں کچھ گناہ نہیں اگر وہ یہ سمجھیں کہ (اب) اللہ کی حدوں کو قائم رکھ لیں گے۔" (پارہ 2، سورۃ البقرۃ، الآیۃ 230)

دوسرے شوہر سے نکاح سے مراد اس کے ساتھ ہمبستری کرنا ہے، چنانچہ اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر خازن، تفسیر روح المعانی، تفسیر طبری، بحر العلوم، تفسیر قرطبی، تفسیر نسفی، تفسیر جلالین، حاشیہ صاوی علی الجلالین، فتح الرحمٰن فی تفسیر القرآن وغیرہ کثیر تفاسیر میں ہے: (والنظم للاول) مذهب جمهور العلماء أن المطلقة بالثلاث لا تحل للزوج المطلقة منه بالثلاث إلا بشرائط، وهي أن تعتد منه ثم تتزوج بزوج آخر ويطأها، ثم يطلقها، ثم تعتد منه، فإذا حصلت هذه الشرائط فقد حلت للأول وإلا فلا" ترجمہ: جمہور علماء کرام کا یہ مؤقف ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں واقع ہو چکی ہوں وہ اس شوہر کے لیے حلال نہیں ہوگی جس نے اسے تین طلاقیں دی ہیں مگر چند شرائط کے ساتھ اور وہ یہ ہیں کہ وہ عورت اس طلاق کی عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور دوسرا شوہر ہمبستری کرنے کے بعد اسے طلاق دے، پھر وہ عورت اس طلاق کی عدت گزارے، جب یہ ساری شرائط پائی جائیں گی تو وہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہوگی ورنہ نہیں۔ (تفسیر خازن، جلد 1، صفحہ 164، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تین طلاقوں کے بعد پہلے شوہر کے لیے حلال ہونے کے متعلق بخاری شریف میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں تو آپ نے فرمایا: "لو طلقت مرة أو مرتين، فإن النبي صلى اللہ عليه وسلم أمرني بهذا، فإن طلقتها ثلاثا حرمت حتى تنكح زوجا غيرك."

ترجمہ: اگر تو نے ایک یا دو طلاقیں دی ہوتیں (تو رجوع ہو سکتا تھا)، بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے رجوع کرنے کا حکم دیا تھا۔ اگر تو نے تین طلاقیں دی ہیں تو وہ عورت تجھ پر حرام ہو گئی جب تک وہ تیرے علاوہ کسی دوسرے سے نکاح نہ کرلے۔ (صحیح البخاری، رقم: 5264، ص 989، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اسی طرح بخاری شریف میں ہے: "عن عائشة ان رجلاً طلّق امراته ثلاثاً، فتزوجت فطلق فسئل النبي صلى اللہ عليه وسلم اتحل للاول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول" ترجمہ: حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، پس اس عورت نے دوسری شادی کی، تو اس دوسرے شوہر نے (ہمبستری سے پہلے)

طلاق دے دی۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: کیا وہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہوگئی ہے؟ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں، یہاں تک کہ دوسرا شوہر بھی اس کی لذت چکھ لے (یعنی ہمبستری کرلے)، جیسے پہلے شوہر نے چکھی۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث 5261، ص 988، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اسی طرح کی حدیث پاک کے تحت عمدۃ القاری میں ہے: "عن عائشة قال: العسيلة هي الجماع" ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عسیلہ سے مراد ہمبستری کرنا ہے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جلد 20، صفحہ 236، دار احیاء التراث العربی)

فتاوی ہندیہ میں ہے: "وان كان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتين فی الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها" ترجمہ: اگر آزاد عورت کو تین طلاقیں اور باندی کو دو طلاقیں واقع ہوجائیں تو وہ شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور وہ دوسرا شوہر اس سے دخول کرے پھر اسے طلاق دے یا فوت ہوجائے۔ (فتاوی ہندیہ، جلد 1، صفحہ 473، مطبوعہ کوئٹہ)

حلالے سے متعلق حدیث پاک میں ہے "أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لعن المحل والمحلل له" ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے، دونوں پر لعنت ہے۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث 2076، ص 332، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

صاحب مرقاۃ المفاتیح علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی: 1014ھ) اسی طرح کی حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: "و اعلم أنه استدل بهذا الحديث في الفروع على كراهة اشتراط التحليل بالقول، فقالوا: إذا تزوجها بشرط التحليل بأن يقول: تزوجتك على أن أحللك له، أو تقول: هي، فمكروه كراهة تحريم المنتهضة سببا للعقاب للحديث المذكور، وقالوا: ولو نويا اشتراط التحليل ولم يقولا يكون الرجل مأجور القصد الإصلاح ---في الهداية: والمحلل الشارط هو محمل الحديث لأن عمومه وهو المحلل مطلقا غير مراد إجماعا، والا شمل المتزوج تزويج رغبة" ترجمہ: جان لے کہ اس حدیث پاک سے فروعات میں اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ الفاظ کے ساتھ حلالہ کی شرط لگانا مکروہ ہے، فقہاے کرام نے فرمایا: جب کوئی حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح کرے بایں طور کہ یوں کہے: میں نے تجھ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ میں تجھے پہلے شوہر کے لیے حلال کروں، یا عورت اس طرح کی شرط لگا دے، تو یہ صورت مکروہ تحریمی ہے، جو حدیث پاک میں مذکور سزا کا سبب ہے۔ اور فقہا نے فرمایا: اگر دونوں حلالہ کی شرط کی نیت کرلیں لیکن (بوقت عقد) الفاظ کے ساتھ شرط نہ لگائیں، تو اس صورت میں اس حلالہ کرنے والے مرد کو اصلاح کے ارادے کی وجہ سے ثواب ملے گا۔ ہدایہ میں ہے: شرط لگانے والا مُحَلِّل ہی حدیث کا محمل ہے، کیونکہ حدیث کا عموم، یعنی ہر قسم کا مُحَلِّل، بالاجماع مراد نہیں؛ وگرنہ وہ شخص بھی وعید میں شامل ہوجائے گا، جو رغبت کے طور پر نکاح کرے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج 6، ص 405، 406، مطبوعہ: کوئٹہ)

درمختار میں ہے"(کرہ)التزوج للثانی (تحریما)لحدیث لعن اللہ المحلل والمحلل لہ (بشرط التحلیل) کتزوجتك علی ان احللک۔۔۔(اما اذا اضمر اذلك لا) یکرہ (وکان) الرجل (ماجورا) لقصد الاصلاح "ترجمہ: حلالہ کی شرط پر نکاح کرنا مثلاً میں اس شرط پر تجھ سے نکاح کرتا ہوں کہ تجھے (پہلے شوہر) کے لئے حلال کردوں گا، دوسرے شخص کے لئے مکروہ تحریمی ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ عزوجل نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے، اور اگر دونوں نے دل میں حلالہ کی نیت کی تو مکروہ نہیں اور دوسرا شخص اصلاح کی غرض سے نکاح کرنے پر اجر کا مستحق ہوگا۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج 5، ص 51، 52، مطبوعہ کوئٹہ)

بحر الرائق میں ہے"ولو تزوجها وفي نيته أن يقعد معها مدة نواها فالنكاح صحيح؛لأن التوقيت إنما يكون باللفظ"ترجمہ: اور اگر وہ اس عورت سے نکاح کرے اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ اس کے ساتھ ایک مدت تک رہے گا جسے اس نے اپنے دل میں مقرر کر رکھا ہو، تو نکاح صحیح ہے؛ کیونکہ وقت کی حد بندی صرف لفظ کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔ (بحر الرائق، ج 3، ص 190، مطبوعہ: کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے "شرائط اور چیز ہے اور قصد اور چیز، شرط تو یہ کہ عقد نکاح میں یہ شرط لگالے یہ ناجائز و گناہ ہے اور حدیث میں ایسے حلالہ کرنے والے پر لعنت آئی ہے اور قصد یہ کہ دل میں اس کا ارادہ ہو مگر شرط نہ کی جائے تو یہ جائز ہے بلکہ اس پر اجر کی امید ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 12، صفحہ 409، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے: "نکاح بشرط التحلیل (حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح کرنا) جس کے بارے میں حدیث میں لعنت آئی وہ یہ ہے کہ عقد نکاح یعنی ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے، زوج اول و ثانی اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے مگر عورت اِس نکاح سے بھی بشرائط حلالہ شوہر اول کے لیے حلال ہو جائیگی۔ اور شرط باطل ہے۔ اور شوہر ثانی طلاق دینے پر مجبور نہیں۔ اور اگر عقد میں شرط نہ ہو اگرچہ نیت میں ہو تو کراہت اصلاً نہیں بلکہ اگر نیت خیر ہو تو مستحق اجر ہے۔" (بہار شریعت، ج 2، حصہ 8، ص 180، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا اعظم عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-5112

تاریخ اجراء: 27 ذوالحجۃ الحرام 1447ھ/13 جون 2026ء